Al-Kashaf: Research Journal for Social Sciences (Miscellaneous)
Volume: 03, No: 02. July – September 2023
ISSN: 2790 – 8798; E-ISSN: 2790 – 8801

حق المعاش: تقسیمِ معیشت میں مساوات کاالہامی تصور

Haq ul al-Mu'ash: The Divine Concept of Equality in Economic Distribution

Ayesha Saeed [*], *Dr. Altaf Ahmad* [**]
[*] *PhD Scholar, Department of Islamic Thought and Culture, NUML University, Islamabad, Pakistan.*
[**] *Assistant Professor, Department of Islamic Thought and Culture, NUML University, Islamabad, Pakistan.*

KEYWORDS

Quranic Concept of Economy
Livelihood
Economic Distribution
Economic Equality
Human Welfare

ABSTRACT

Allah Almighty is the great creator of this universe and the supreme manager. Creation, birth, upbringing, sponsorship, all resources and means of livelihood are all under his authority. The keys to all the treasures are in His hands, from which He gives to all His creations and there is no discrimination on the basis of religion, sex, color and caste. The rights of all as human beings are the same but there is a difference in their ranks based on hard work, continuous effort and skill. And even in the difference in the levels of human economy, the wisdom and expedients of Allah Almighty are hidden, which Allah has described in his last inspired book, the Holy Qur'an. It has been ordered to earn pure wealth and sustenance with the restrictions of (Halaal & Haram), which are the limits of Allah. So that along with economic stability and collectivity, humans can also get physical and spiritual well-being. And can play a positive role in the welfare of humanity.

تعارف

تمام حقوق میں معاشی حق کو بنیادی حیثیت حاصل ہے کہ اس کی مساوی تقسیم انسانی معاشرے میں انصاف اور استحکام لاتی ہے جب کہ غیر منصفانہ تقسیم معاشرتی تفاوت کا باعث بنتی ہے۔اس مقالہ میں تقسیمِ معیشت کی منصفانہ اور مساوی تقسیم کا مطالعہ کیا گیاہے۔علاوہ زیں اس مقالہ میں تقسیمِ معیشت اور تفاوت کی وجوہات اور تدارک پر گفتگو کی گئی ہے۔اس کے علاوہ اس مطالعہ میں قرآنی آیات کے تناظر میں تقسیمِ معیشت کے الہامی تصور پر توجہ مبذول رکھی گئی ہے تاکہ قرآنیات کے تحت اس بحث کو مکمل کیا جائے۔

اللہ تعالی نے تمام مخلوقات کو پیدا فرمایا اور ان کے رزق کے لئے بے شمار وسائل بھی پیدا فرمائے۔ان وسائل سے استفادہ حاصل کرنے کے لئے ہر جاندار میں ایسی صلاحیت رکھ دی کہ جس کو بروئے کار لا کر وہ اپنا رزق حاصل کر سکتا ہے۔لیکن اگر مخلوقات کی صلاحیتوں اور خوبیوں پر ایک نگاہ ڈالی جائے تو اس بات کا بخوبی اندازہ ہو جاتا ہے کہ خالقِ کائنات نے تمام مخلوقات سے بڑھ کر انسان کو ایسے کمالاتی جوہر عطا فرمائے ہیں جن کا کوئی ثانی نہیں۔ارشادِ باری تعالیٰ ہے۔

وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِيٓ اٰدَمَ وَحَمَلْنٰہُمْ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ وَرَزَقْنٰہُمْ مِّنَ الطَّيِّبٰتِ وَفَضَّلْنٰہُمْ عَلٰي كَثِيْرٍ مِّمَّنْ خَلَقْنَا تَفْضِيْلًا (اسراء،۷۰)

”اور ہم نے بنی آدم کو عزت بخشی اور ان کو جنگل اور دریا میں سواری دی اور پاکیزہ روزی عطا کی اور اپنی بہت سی مخلوقات پر فضیلت دی“۔

*Corresponding Author: Ayesha Saeed
Email Address: ash2saeed@gmail.com

مولانا عبدالماجد دریاآبادی تفسیر ماجدی میں رقمطراز ہیں کہ

''اللہ تعالیٰ نے انسان کو ایک معزز مخلوق بنایا ہے۔ بعض ادیان خصوصاً یہودیت و نصرانیت کی طرح اسلام کا یہ عقیدہ ہر گز نہیں کہ انسان ایک ذلیل ترین مخلوق ہے جس کا خالق اس کو پیدا کر کے خود پچھتایا، آیت نے یہ بات خوب واضح کر دی ہے کہ خلقۃً و فطرتاً ہر انسان معزز و مکرم ہی بنا کر اس دنیا میں بھیجا جاتا ہے اب یہ اس کے اختیار میں ہے کہ وہ کفر و معصیت کی راہ اختیار کر کے خود کو انتہائی پستیوں میں ڈال دے۔ لہٰذا انسان بیشتر مخلوقات سے افضل و معزز ہستی ہے یہ تو نص قرآنی سے ہی ثابت ہو گیا۔ لیکن بعض نے **کثیر** کو **کل** کے معنٰی میں لے کر انسان کو حق تعالیٰ کی افضل ترین مخلوق ہونے پر بھی استدلال کیا ہے **حَمَلْنٰہُمْ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ** یعنی جانوروں پر اور کشتیوں پر دونوں پر سوار کرایا اور جاندار و بے جان دونوں طرح کی سواریاں اسے عنائیت کیں۔ قرآنی الفاظ کا عموم جاندار اور بے جان، ہر قسم کی سواری، ہر قسم کے مشینی آلات، نقل و حرکت، موٹر، لاری، ریل، کشتی، جہاز وغیرہ سب شامل ہیں۔'' (دریاآبادی، ۲۰۱۳)

المعاش

مذکورہ بالا تمام وسائل کو استعمال میں لاتے ہوئے 'رزق تلاش کرنے' کو مفکرین نے ''معاش'' سے تعبیر کیا ہے۔ قرآن مجید میں لفظ 'معاش' متعدد مقامات پر بیان کیا گیا ہے۔ فرمانِ الٰہی ہے۔

وَلَقَدْ مَكَّنّٰكُمْ فِي الْاَرْضِ وَجَعَلْنَا لَكُمْ فِيْهَا مَعَايِشَ ۭقَلِيْلًا مَّا تَشْكُرُوْنَ (اعراف،۱۰)

''اور (دیکھو انسانوں!) ہم نے تمہیں زمین میں تمکن عطا فرمایا اور اس میں تمہارے لیے معاش کے سارے سامان رکھ دیے، لیکن بہت ہی کم ہے جو شکر تم کرتے ہو۔''

وَجَعَلْنَا لَكُمْ فِيْهَا مَعَايِشَ وَمَنْ لَّسْتُمْ لَهٗ بِرٰزِقِيْنَ (حجر،۲۰)

''اور اس میں تمہارے لیے بھی روزی کے سامان پیدا کیے ہیں اور ان (مخلوقات) کے لیے بھی جنہیں تم رزق نہیں دیتے۔''

علامہ ابنِ خلدون اپنی تصنیف 'مقدمہ ابنِ خلدون' میں 'المعاش' کی تعریف یوں بیان کرتے ہیں۔

ان المعاش هو عبارته عن ابتغاء الرزق والسعی فی تحصیله (ابن خلدون،۲۰۱۴)

''معاش رزق تلاش کرنے اور اسے حاصل کرنے کے لئے کی جانے والی جدوجہد کا نام ہے۔''

علامہ ابنِ خلدون نے اپنی تصنیف ''مقدمہ'' کے پانچویں باب میں تقریباً بتیس فصول میں صرف '**المعاش**' کے لئے مخصوص کی ہیں۔ اس کے علاوہ اس میں مختلف معاشی امور کے بارے میں نہایت جامع اور سائنسی انداز سے بحث کی ہے۔ در حقیقت یہ وہی دور تھا جس کو یورپی مفکرین تاریخ میں تاریک دور (Dark Age) لکھتے ہیں۔ ان کا شمار مسلم ماہر معیشت کے بانیوں میں ہوتا ہے۔

حق المعاش

اللہ تعالیٰ نے یہ سب ذرائع سب کے لئے یکساں طور پر فراہم کر دیئے ہیں اور کسبِ معاش کے حقوق سب کے لئے مساوی رکھ دیئے ہیں۔ اس میں نہ تو مرد و زن کی کوئی تخصیص ہے اور نہ ہی کوئی رنگ و نسل یا زبان و مذہب کی بنیاد پر کسی کو کسی پر فضیلت و برتری ہے۔ بلکہ اس کائنات میں بسنے والے تمام

انسان اپنے مزاج، صلاحیت و قابلیت اور پسند و ناپسند کے مطابق اپنا پیشہ اختیار کر سکتے ہیں اور ایسا ہنر و صلاحیت سیکھ سکتے ہیں جو ان کے لئے معاش کا ذریعہ ہو سکتا ہے۔البتہ دیگر مخلوقات مثلاً جانور، چرند پرند اور حشرات الارض وغیرہ، جو یہ تمام پیشہ اختیار کرنے سے تو مستثنیٰ ہیں لیکن اپنا رزق تلاش اور حاصل کرنے کے لئے ان کو بھی اپنی صلاحیت کے مطابق جد وجہد اور کوشش کرنا پڑتی ہے۔

قرآنی تقسیمِ معیشت

اللہ تعالیٰ تمام کائنات کا خالق و مالک اور رازق بھی ہے۔ہر شے اسی کے قبضہ قدرت میں ہے اور وہی کل اختیارات کا مالک ہے۔اور اسی 'رب العالمین' نے تمام تر مخلوقات کو رزق بہم پہنچانے کا ذمہ لے رکھا ہے۔اور اس میں مرد و زن، مومن و کافر، فرد و قوم کی تخصیص نہیں ہے اور نہ ہی اس کی فراہمی کسی کے اختیار میں ہے بلکہ اس کی تمام تر مخلوق اس میں برابر کی حقدار ہے اور کل مخلوقات کی تخلیق سے لے کر تمام تر ضروریات کا انتظام و انصرام اسی نے کر رکھا ہے۔فرمانِ الٰہی ہے۔

وَمَا مِنْ دَآبَّةٍ فِي الْاَرْضِ اِلَّا عَلَي اللهِ رِزْقُهَا وَيَعْلَمُ مُسْتَـقَرَّهَا وَمُسْتَوْدَعَهَا ۭ كُلٌّ فِيْ كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ(ھود،٦٠)

''اور زمین پر چلنے والا کوئی جاندار ایسا نہیں ہے جس کا رزق اللہ نے اپنے ذمے نہ لے رکھا ہو وہ اس کے مستقل ٹھکانے کو بھی جانتا ہے، اور عارضی ٹھکانے کو بھی۔ہر بات ایک واضح کتاب میں درج ہے۔''

ایک دوسرے مقام پر ارشاد فرمایا۔

وَكَاَيِّنْ مِّنْ دَاۗبَّةٍ لَّا تَحْمِلُ رِزْقَهَا اَللّٰهُ يَرْزُقُهَا وَاِيَّاكُمْ ڮ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ (عنکبوت،٦٠)

''اور کتنے ہی جاندار ہیں جو اپنا رزق اٹھائے نہیں پھرتے اللہ انھیں بھی رزق دیتا ہے اور وہ تم لوگوں کو بھی دے گا' اور یقیناً وہ سب کچھ سننے والا، جاننے والا ہے۔''

گویا کہ جو جاندار خود اپنا رزق اٹھانے سے قاصر ہیں اللہ سبحانہ و تعالیٰ تو ان کو بھی روزی بہم پہنچاتا ہے۔اور اسی صفت **رب العالمین** کو اس نے اپنی آخری الہامی کتاب کی پہلی آیت میں بیان کیا ہے کہ وہ اللہ تمام جہانوں کا پالنے والا ہے۔اور قرآن کریم کی درج ذیل آیات بھی اسی حقیقت کی طرف توجہ دلاتی ہے۔ارشادِ باری تعالیٰ ہے۔

وَاللّٰهُ خَيْرُ الرّٰزِقِيْنَ (جمعہ،٦٢)

''اور اللہ تعالیٰ بہترین رزق عطا کرنے والا ہے۔''

فرمانِ الٰہی ہے۔

اَللّٰهُ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَاَنْزَلَ مِنَ السَّمَاۗءِ مَاۗءً فَاَخْرَجَ بِهٖ مِنَ الثَّمَرٰتِ رِزْقًا لَّكُمْ ۚ وَسَخَّـرَ لَكُمُ الْفُلْكَ لِتَجْرِيَ فِي الْبَحْرِ بِاَمْرِهٖ ۚ وَسَخَّرَ لَكُمُ الْاَنْـهٰرَ۔ وَسَخَّـرَ لَكُمُ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ دَاۗىِٕـبَيْنِ ۚ وَسَخَّرَ لَكُمُ الَّيْلَ وَالنَّهَارَ۔ وَاٰتٰىكُمْ مِّنْ كُلِّ مَا سَاَلْتُمُوْهُ ۭ وَاِنْ تَعُدُّوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ لَا تُحْصُوْهَا(ابراہیم،٣٢-٣٤)

"اللہ ہی ہے جس نے پیدا کیا آسمانوں اور زمین کو اور اتارا آسمان سے پانی پھر نکالا اس کے ذریعے سے پھلوں کی شکل میں تمہارے لیے رزق اور مسخر کر دیا تمہارے لیے کشتی کو کہ وہ چلے سمندر میں اس کے حکم سے اور اس نے مسخر کر دیے تمہارے لیے دریا (اور نہریں وغیرہ)۔ اور مسخر کر دیا تمہارے لیے سورج اور چاند کو کہ مسلسل چل رہے ہیں اور تمہارے لیے رات کو اور دن کو مسخر کر دیا۔ اور اس نے تمہیں وہ سب کچھ دیا جو تم نے اس سے مانگا اور اگر تم اللہ کی نعمتوں کو گننا چاہو گے تو نہیں گن سکو گے۔"

دراصل یہی وہ بنیادی وسائل و ذرائع ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے انسان کے لئے نافع بنایا، رزق حاصل کرنے کا وسیلہ و ذریعہ بنایا۔ انسان کے لئے ان تمام کو مسخر کردیا تا کہ وہ دن اور رات کے تمام پہلوؤں میں ان سے استفادہ حاصل کر سکے۔ زمین، آسمان، چاند سورج، ستارے، سیارے، بارش، درخت، کھیت، کشتیاں اور اس کے علاوہ تمام سواری اور باربرداری کے کام آنے والے جاندار، سب اسی کی تخلیق کا عظیم شاہکار ہیں۔ اور ہر سُو اسی کے وحدہ لاشریک لہ ہونے کے چرچے ہیں۔ غرضیکہ اتنے وسائل اور اتنی بے شمار نعمتیں پیدا کردیں کہ واقعی ان کا شمار کرنا انسان کے بس کی بات نہیں۔ اور انسان ان تمام وسائل کا امین ہے اور صرف اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی ہدایات کے مطابق ہی ان اشیاء میں تصرف کرنے کا مجاز ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اسے اپنے نائب کی حیثیت سے پیدا کیا ہے۔ حقیقی مالک تو وہی پاک ذات ہے۔

ڈاکٹر اسرار احمد اسی بارے میں اپنی تصنیف میں رقمطراز ہیں۔

"انسان کسی اور شے کا مالک تو کیا ہوگا خواہ وہ زمین ہو، مکان ہو، ساز و سامان ہو، روپیہ پیسہ ہو، وہ تو خود اپنا اور اپنے وجود کا مالک بھی نہیں، اس کے ہاتھ پاؤں، اعضاء و جوارح اور جسم و جان اور اس کی کل توانائیاں سب اللہ کی ملکیت ہیں اور وہ زیادہ سے زیادہ یہ کہہ سکتا ہے کہ میں ان کا امین ہوں" (اسرار، ۲۰۱۷)

تصورِ مساوات

اللہ تعالیٰ کی پاک ذات ہی اس کائنات کا انتظام و انصرام سنبھالے ہوئے ہے، زمین و آسمان کے تمام خزانے اسی کی ملکیت ہیں۔ اسی کے قانونِ قدرت کے مطابق ہر انسان ان ذرائع سے بلا امتیاز فائدہ اٹھا سکتا ہے۔ اور بغیر کسی تفریق کے ہدایتِ الٰہی کی تعلیمات کے مطابق اور حلال و حرام کی قیود کو مدِ نظر رکھتے ہوئے ان اسبابِ معیشت میں تصرف کرنے کا مجاز ہے۔ فرمانِ الٰہی ہے۔

هُوَ الَّذِیْ خَلَقَ لَكُمْ مَّا فِی الْاَرْضِ جَمِیْعًا (بقرہ، ۲۹)

"وہی (اللہ) ہے جس نے جو زمین میں ہے، سب کا سب تمہارے لیے پیدا کیا۔"

دوسرے مقام پر ارشاد فرمایا۔

وَسَخَّرَ لَكُمْ مَّا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا مِّنْهُ ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ (جاثیہ، ۱۳)

"اور اس نے وہ جو آسمانوں میں ہے اور جو زمین میں ہے سب کو اپنی طرف سے تمہارے لئے مسخر کر دیا بلاشبہ اس میں ان لوگوں کیلئے یقیناً نشانیاں ہیں جو غور و فکر کرتے ہیں۔"

مذکورہ بالا دونوں آیت میں لفظ **جمیعا** اس امر کی طرف اشارہ کرتا ہے کہ حقِ معیشت میں مرد و عورت، مسلم و غیر مسلم، اور مومن و کافر سب برابر ہیں اور یہ وسائل کسی فردِ نوع کے لئے خاص نہیں بلکہ سب اس میں برابر کے شریک ہیں۔ لہٰذا ان تمام اسبابِ معیشت پر سب کا یکساں و مساوی حق ہے اور ہر فرد اپنی ہمت و استعداد اور صلاحیت سے ان وسائل کو استعمال کرنے کا حق رکھتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے یہ اسباب و ذرائع معیشت مذہب کی بنیاد پر ہرگز تقسیم نہیں کئے۔ حقِ معیشت میں مسلم اور غیر مسلم دونوں برابر ہیں۔ ڈاکٹر منور حسین اپنی تصنیف میں کتاب الخراج سے ایک روایت نقل کرتے ہیں۔

"حضرت عمرؓ نے ایک دفعہ ایک بوڑھے آدمی کو دیکھا جو بھیک مانگ رہا تھا اور اس کی بصارت زائل ہو چکی تھی۔ آپؓ نے پیچھے سے کندھے کو پکڑا اور پوچھا تم کس مذہب سے تعلق رکھتے ہو؟ اس نے جواب دیا میں یہودی ہوں۔ آپؓ نے پوچھا کس چیز نے تمہیں ایسا کرنے پر مجبور کیا؟ اسنے جواب دیا میں بڑھاپے، حاجت مندی اور جزیہ کے باعث بھیک مانگ رہا ہوں۔ حضرت عمرؓ اس کا ہاتھ پکڑ کر اپنے گھر لے گئے اور گھر میں لا کر اسے کچھ دیا۔ پھر آپؓ نے بیت المال کے خازن کو بلوا کر کہا کہ اس کا اور اس جیسے دوسرے افراد کا خیال رکھو کیونکہ یہ بات انصاف سے بعید ہے کہ ان کی جوانی میں ہم ان سے جزیہ لے کر کھائیں اور بڑھاپے میں انہیں بے سہارا چھوڑ دیں۔" (منور حسین، ۱۹۹۰)

حقِ معیشت میں ریاست کا کردار

ریاست کی ایک اہم اور بنیادی ذمہ داری یہ ہے کہ وہ اس کی حدود میں رہنے اور بسنے والے لوگوں کو بنیادی ضروریاتِ زندگی فراہم کرے، خواہ وہ مسلم ہوں یا غیر مسلم۔ اور یہ بنیادی ضروریات مثلاً خوراک، لباس، رہائش، علاج و معالجہ اور تحفظِ جان ہر انسان کا بنیادی حق ہے۔ درحقیقت وہی ریاست مستحکم تصور کی جاتی ہے جس کی عوام بلا تفریق معاشی جدوجہد کے ذریعے اپنی ضروریات پوری کر سکیں۔ یعنی اس سے مراد ریاست کے ہر ایک فرد کو روزی کمانے اور روزگار کے موقع یکساں طور پر فراہم کرنا ہیں۔ تاکہ وہ اپنی صلاحیتوں کو بروئے کار لا کر نہ صرف معاشی و اقتصادی طور پر مضبوط ہو جائیں بلکہ خود کفیل ہو کر ملک و قوم کی ترقی میں اپنا کردار ادا کر سکیں۔ لہٰذا اس سلسلے میں ریاست کے حکمرانوں کو اپنا کلیدی کردار ادا کرنا ہو گا اور ضروری اقدامات کرنے ہوں گے۔ علامہ حفظ الرحمٰن سیوہاری حقِ معیشت میں اسلامی ریاست کی ذمہ داری کے بارے میں اپنی تصنیف میں رقمطراز ہیں۔

"اگر اربابِ ثروت ایسے اسلامی عادل نظام کو نہ تسلیم کریں اور اس پر عمل پیرا نہ ہوں تو پھر خدا کے نائب (خلیفہ) کا فرض ہے کہ وہ اسلام کے 'اجتماعی معاشی نظام' کے مطابق اربابِ ثروت کو قانوناً اس پر مجبور کرے اور اگر بیت المال کا مالیہ کافی نہ ہو اور پھر بھی محروم المعیشت انسان موجود رہ جائیں تو اہلِ دولت کے سرمایہ سے بہ جبر حاصل کر کے 'حقِ معیشت کی مساوات' کو بروئے کار لائے خواہ وہ اہلِ دولت اپنے مال میں سے تمام عائد شدہ مالی فرائض و حقوق ادا کر چکے ہوں" (سیوہاری، ۲۰۲۰)

تقسیمِ معیشت میں تفاوت کی حکمتیں

اللہ تعالیٰ نے سب کو ذرائعِ معیشت سے یکساں استفادہ کا حق دیا ہے۔ یعنی حقِ معیشت میں تو سب انسان برابر کا حق رکھتے ہیں۔ لیکن درجاتِ معیشت یکساں نہیں ہیں ان میں فرق و تفاوت موجود ہے۔ اور اس تفاوت میں بھی اللہ تعالیٰ کی حکمتیں و مصلحتیں پوشیدہ ہیں۔ علامہ حفظ الرحمٰن سیوہاری یوں بیان کرتے ہیں۔

''معیشت میں درجات کا تفاوت ایک حد تک فطری (Natural) ہے یعنی یہ ضروری نہیں ہے کہ سامانِ معیشت سب کے لئے ایک ہی طرح کا ہو لیکن یہ ضروری ہے کہ ہو سب کے لئے۔ اور درجات کا یہ تفاوت ایسے اعتدال پر قائم رہے کہ کسی بھی حالت میں لوگوں کے درمیان وجۂ ظلم نہ بن سکے۔ یعنی تفاوتِ درجات تو ہو لیکن نہ ایسا کہ 'معیشت' انسانوں کو دو طبقوں میں اس طرح تقسیم کر دے کہ ایک کی ترقی دوسروں کے فقر و افلاس کا سبب بنے اور دوسرا پہلے کے معاشی اغراض کا آلہ کار بن کر رہ جائے۔'' (سیوہاری، ۲۰۲۰)

درجاتِ معیشت میں تفاوت کی حکمتیں

اجتماعیت اور معاشرتی قیام کا استحکام

ارشادِ باری تعالیٰ ہے۔

اَهُمْ يَـقْسِمُوْنَ رَحْمَتَ رَبِّكَ نَحْنُ قَسَمْنَا بَيْنَهُمْ مَّعِيْشَتَهُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَرَفَعْنَا بَعْضَهُمْ فَوْقَ بَعْضٍ دَرَجٰتٍ لِّيَتَّخِذَ بَعْضُهُمْ بَعْضًا سُخْرِيًّا (زخرف،۳۲)

''کیا آپ ﷺ کے رب کی رحمت کو یہ لوگ تقسیم کریں گے؟ ہم نے ان کے درمیان ان کی معیشت کا سامان دنیا کی زندگی میں تقسیم کر دیا ہے اور ان میں سے بعض کو بعض پر ہم نے درجات میں فوقیت دے دی ہے تاکہ بعض لوگ دوسروں کو خدمتگار بنا سکیں۔'' فرمانِ الٰہی ہے۔

اُنْظُرْ كَيْفَ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلٰي بَعْضٍ (بنی اسرائیل،۱۷)

''دیکھو (محمد ﷺ) ہم نے کس طرح ان میں سے ایک کو دوسرے پر فضیلت دے رکھی ہے۔''

مذکورہ بالا دونوں آیات اس امر کی طرف اشارہ کرتی ہیں کہ ہر انسان دوسرے کا مددگار ہو، خدمتگار ہو اور ایک دوسرے کے کام آئے اور ایک دوسرے سے تعلق اور وابستگی کے ذریعے گویا ربِ کائنات کا مقصود اجتماعیت اور معاشرتی قیام کا استحکام ہے۔

مسلسل کوشش کی ترغیب

اللہ تعالیٰ نے قابلیت، صلاحیت، محنت، عقل، ذہانت، ہنرمندی، صحت وغیرہ جیسی نعمتوں کی تقسیم سب انسانوں کو یکساں عطا نہیں کیں یہ تفاوت ایک فطری عمل ہے اور درحقیقت اس کا تعلق انسان کی معاشی جدوجہد سے ہے۔ اسی کے بارے میں فرمانِ الٰہی ہے۔

وَاَنْ لَّيْسَ لِلْاِنْسَانِ اِلَّا مَا سَعٰى (نجم،۵۳)

''اور یہ کہ انسان کے لیے وہی کچھ ہے جس کے لیے اس نے محنت کی۔''

گویا اس آیت کی رو سے انسان کو کوشش، تگ و دو اور مسلسل محنت کی ترغیب دلائی گئی ہے کہ وہ لاکھ ناکامیوں کے باوجود بھی کوشش کرتا رہے اور اسی میں اس کے مقصد کی کامیابی کی امید پنہاں ہے۔

آزمائش کا ذریعہ

اللہ تعالیٰ نے کثرتِ مال و دولت کو آزمائش کا ذریعہ بھی بنایا ہے یعنی اربابِ دولت و ثروت کے مال میں جن ضرورت مند اور محتاج لوگوں کا حق ہے وہ اس کو کیسے ادا کرتے ہیں۔ درحقیقت اس آزمائش میں بھی حکمت پوشیدہ ہے۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے۔

وَهُوَ الَّذِيْ جَعَلَكُمْ خَلٰٓىِٕفَ الْاَرْضِ وَرَفَعَ بَعْضَكُمْ فَوْقَ بَعْضٍ دَرَجٰتٍ لِّيَبْلُوَكُمْ فِيْ مَآ اٰتٰىكُمْ ۭ اِنَّ رَبَّكَ سَرِيْعُ الْعِقَابِ ڮ وَاِنَّهٗ لَغَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ (انعام،۱۶۵)

"اور (اللہ) وہی ہے جس نے تمہیں زمین کا خلیفہ بنایا اور اس نے تم میں سے بعض کے درجوں کو بعض پر بلند کر دیا تاکہ تمہیں آزمائے اس میں جو کچھ اس نے تمہیں بخشا ہے یقیناً آپ ﷺ کا رب جلد سزا دینے والا ہے اور یقیناً وہ غفور اور رحیم بھی ہے۔"

تفاوتِ معیشت کو کم کرنے کی تدابیر

عہدِ نبوی ﷺ میں عملی تدابیر

اسلام کا معاشی نظام دولت کی منصفانہ تقسیم کا تصور دیتا ہے اور اسی تفاوت کو کم کرنے کے لئے اسلام میں زکوٰۃ جیسے عمل کو فرض قرار دیا گیا ہے۔ اسکے علاوہ دورِ نبوی ﷺ میں بھی آپ ﷺ نے اسلامی ریاست میں مناسب اقدامات کئے۔ ڈاکٹر نجات اللہ صدیقی اپنی تصنیف میں رقمطراز ہیں۔

"نبی ﷺ کے دور میں تقسیمِ دولت کے اندر پائے جانے والے تفاوت کو کم کرنے کا مقصد اسلامی ریاست نے تین طریقوں سے حاصل کیا، ہر سال زکوٰۃ و عشر کے ذریعہ دولت مندوں کے مال کا ایک حصہ غریبوں کی طرف منتقل کیا جاتا رہا۔ فئے کے مال کو غریبوں کے درمیان تقسیم کیا گیا۔ اور اصحابِ دولت کو ترغیب و تلقین کے ذریعہ اس بات پر اُبھارا گیا کہ وہ اہلِ حاجت کی مالی امداد کریں۔" (صدیقی،۱۹۷۸)

عہدِ صدیقیؓ میں عملی تدابیر

حضرت ابو بکر صدیقؓ جب منصبِ خلافت پر فائز ہوئے تو آپؓ کو منکرینِ زکوٰۃ کے فتنہ کا سامنا کرنا پڑا جن کے خلاف آپؓ نے فوجی کاروائی کی۔ اور اس فتنہ کا سدِّباب کیا اس کے علاوہ آپؓ نے باقی انہی طریقوں کو اختیار کیا جو دورِ نبوی ﷺ میں نافذ رہے تھے۔ ڈاکٹر نجات اللہ صدیقی خلیفہ دوم کے بارے اپنی تصنیف میں رقمطراز ہیں۔

"جب حضرت ابو بکرؓ خلیفہ ہوئے اور فئے کا مال تقسیم کے لئے آیا تو آپؓ نے اسے عوام میں مساوی طور پر تقسیم کر دیا۔ چھوٹے بڑے، آزاد غلام، مرد و عورت سب کو برابر حصہ دیا، جب بعض لوگوں نے آپؓ کو کہا کہ خدمتِ اسلام اور قبولِ اسلام کی بنا پر بعض کو بعض سے زیادہ حصہ دینا چاہیے تھا تو جواب میں صدیقِ اکبرؓ نے یہ جواب دیا "تم نے جو سابقیت، فضیلت اور اولیت کا ذکر کیا ہے تو میں اس سے بہت اچھی طرح واقف ہوں۔ لیکن یہ ایسی چیزیں ہیں جن کا ثواب اللہ تعالیٰ کے ذمہ ہے مگر یہ معاملہ معاش کا ہے۔ اس میں مساوات کا برتاؤ ترجیحی سلوک سے بہتر ہے۔" (صدیقی،۱۹۷۸)

"اگرچہ یہ ارشاد فئے کی تقسیم کے متعلق ہے لیکن آخری جملہ میں آپؓ نے ایک اصولی حقیقت کا اظہار فرمایا جس میں اسلامی ریاست کی معاشی پالیسی کا یہ عام رحجان اخذ کیا جاسکتا ہے کہ وسائلِ معاش کی تقسیم میں تفاوت کی بجائے مساوات کو پیشِ نظر رکھنا چاہئے۔" (صدیقی،۱۹۷۸)

نتائج وسفارشات

عصرِ حاضر میں ہمارے ملک میں بسنے والے لوگ بے شمار معاشی مسائل سے دوچار ہیں۔ جن میں بے روزگاری، غربت و افلاس، گداگری، دولت کی غیر منصفانہ تقسیم، طبقاتی کشمکش اور جرائم کی بڑھتی ہوئی شرح سرِ فہرست ہیں۔ معاشرہ بنیادی طور پر دو گروہوں میں تقسیم ہو چکا ہے ایک نہایت امیر اور

دوسرا نہایت غریب ہے۔ امیر طبقہ، امیر تر ہوتا جا رہا ہے، جب کہ غریب طبقہ، غریب تر ہوتا جا رہا ہے۔ ان مسائل کا حل پیش کرنا ہماری ریاست اور حکمرانِ وقت کی ذمہ داری ہے، لیکن بطورِ شہری ہمیں بھی اپنا کردار ادا کرنا ہوگا۔ چنانچہ ان تمام چیلنجز سے نمٹنے کے لئے مندرجہ ذیل اقدامات کرنے ضروری ہیں۔

۱۔ ملک و معاشرے میں زکٰوۃ کے نظام کو موٴثر بنایا جائے۔

۲۔ ملک میں اسلامی قوانین کے نفاذ کو یقینی بنا کر جرائم کی بڑھتی ہوئی شرح پر قابو پایا جا سکتا ہے۔

۳۔ روزگار کے مواقع سب کو یکساں طور فراہم کئے جائیں۔

۴۔ قومی و بین الاقوامی تجارت کو آسان بنانے کے لئے حکومتی سطح پر اقدامات کئے جائیں۔

۵۔ بیروزگاری کی شرح کو کم کرنے کے لئے آسان اقساط پر قرضِ حسنہ کی صورت میں سرمایہ فراہم کیا جائے۔

۶۔ گھریلو دستکاری اور صنعتوں کی حوصلہ افزائی کی جائے۔

۷۔ ملک کی زرعی و صنعتی معیشت کو بہتر بنایا جائے۔

۸۔ جدید ٹیکنالوجی کے استعمال سے زیادہ سے زیادہ آگہی اور واقفیت کی ضرورت ہے۔

۹۔ تعلیم کے معیار کو بہتر بنا کر ہنر مند افرادی قوت میں اضافہ کیا جا سکتا ہے۔

۱۰۔ نائبِ خدا کی حیثیت سے دل میں تقوٰی اور خوفِ خدا کو جاگزیں کرکے عوام کی فلاح و بہبود کے لئے کام کرنا ہوگا۔

حواشی و حوالہ جات

ابنِ خلدون (۲۰۱۴)، عبدالرحمٰن، مقدمہ، مترجم، مولانا راغب رحمانی، کراچی: نفیس اکیڈمی

Ibn Khaldun (2014), Abdul Rahman, Muqaddimah, translated by Maulana Raghib Rahmani, Karachi: Nafees Academy

اسرار احمد، (۲۰۱۷)، اسلام کا معاشی نظام، لاہور: مکتبہ خدام القرآن

Asrar Ahmed, (2017), Islam ka Ma'ashi Nizam, Lahore: Maktaba Khidmat al-Qur'an

اعراف

'A`rāf

انعام

'An`ām

ابراہیم

'Ibrāhīm

بقرہ

Baqarah

اسراء

'Isrā'

جاثیہ

Jāthiyah

جمعہ

Jum`ah

حجر

Ĥijr

دریابادی(۲۰۱۳)، مولانا عبدالماجد، تفسیر ماجدی، لاہور: پاک کمپنی

Darya Baadi (2013), Maulana Abdul Majid, Tafsir Majidi, Lahore: Pak Company

زخرف

Zukhruf

سیوہاری(۲۰۲۰)، حفظ الرحمن، اسلام کا اقتصادی نظام، کراچی: شیخ الہند اکیڈمی

Siyahwari (2020), Hifzur Rahman, Islam ka Iqtisadi Nizam, Karachi: Sheikh-ul-Hind Academy

صدیقی(۱۹۷۸)، نجات اللہ، اسلام کا نظریہ ملکیت، لاہور: اسلامک پبلیکشنز

Siddiqi (1978), Najatullah, Islam ka Nazariya-e-Malikiyat, Lahore: Islamic Publications

عنکبوت

`Ankabūt

منور حسین، (۱۹۹۰)، اسلام اور جدید اقتصادی نظریات، لاہور: ربذہ پبلیکیشنز

Manawar Husain, (1990), Islam aur Jadeed Iqtisadi Nazriyat, Lahore: Rabza Publications

نجم

Najm

ھود

Hūd